OPEN ACCESS: Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219 & ISSN (PRINT): 2707-1200
http://www.arjish.com
DOI: https://doi.org/10.53575/u2.v6.02(22)12-18

پاکستان میں کم عمری کی شادی کا قانونی وسماجی جائزہ: عدالتی تناظر

Legal and Social Review of Child Marriage in Pakistan: A Judicial Perspective

AFRASIAB AHMED RANA
Lecturer, Bahria University Law School, Bahria University, Islamabad.
Email: Afrasiab.buic@bahria.edu.pk

BILAL HUSSAIN
Research Investigator Law, Department of Law, Council of Islamic Ideology, Islamabad.
Email: dlaw@cii.gov.pk

ZEESHAN HUSSAIN
Legal Advisor, Women's Parliamentary Caucus, National Assembly, Islamabad.
Email: Zeeshan.hussain.wpc@gmail.com

Received on: 05-04-2022 Accepted on: 20-06-2022

Abstract

Child marriage in Pakistan is associated with social, economic, and juridical aspects rather than mere religion. It is an exception to general Islamic law for the best interests of the child. The determination of the legal age of marriage for a child is discussed, but no efficient steps are taken in Pakistan. Marriage is still regulated by an old ambiguous colonial law. Furthermore, penal amendments are introduced with zero implementation. Although child marriage is covered by penal clauses, the courts recognise such marital contracts. Recently, FST (Federal Shariat Court) and IHC (Islamabad High Court) discussed this matter in detail and equalised child marriage as a crime clearly. These courts confirmed the determination of the legal age for marriage according to sharia. Moreover, several contemporary legal principles of Islamic jurisprudence are stressed on this issue. It is highlighted to examine child marriage in the context of social and public interest. The research at hand will review child marriage in the juridical context of the courts. It will denote the social aspects of this issue. This article will analyse the latest judgments of FST and IHC.

Keywords*: Marriage*, *Child Marriage*, FST, IHC, *Pakistan*

تعارف

انسانی معاشرے کی تشکیل وتعمیر میں خاندان کے ادارہ کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔اسلام نے اس بنیادی ادارہ کے تحفظ کو شریعت کے بنیادی اہداف میں شامل کیا ہے۔ اس ادارہ کی تشکیل و تعمیر میں نکاح اہم بنیاد ہے لہذا اسلامی تعلیمات میں اس کے لئے خصوصی احکامات مندرج ہیں۔ نکاح عربی زبان کا لفظ ہے جس کے متبادل الفاظ میں عقد، زواج، اور تزوج وغیرہ شامل ہیں۔اردو میں اس سے عام مفہوم شادی کا لیا جاتا

ہے۔[1] یہ انسانی زندگی کا اہم ترین پہلو ہے جب کہ اسلامی نظام قانون میں تحفظِ نسل و نسب کو بنیادی مقاصدِ شریعت میں شمار کیا گیا ہے۔[2] اس مقدس معاہدہ کی اہمیت کے پیشِ نظر اسے "میثاقِ غلیظ" (پختہ عہد) سے موسوم کیا گیا ہے۔[3] اسلامی قانون میں شادی کا معاہدہ باقاعدہ ازدواجی حقوق و فرائض سمیت دیگر معاشی و معاشرتی، اخلاقی اور قانونی ذمہ داریوں کو جنم دیتا ہے۔ رشتہء نکاح کی بابت اسلام نے اصولی نکات کی نشاندہی کی ہے جس میں اہلیت، مناسب عمر، سماجی و معاشرتی کفو اور دیگر نکات شامل ہیں۔ کم عمری کی شادی بچوں کو بنیادی حقوق سے متصادم اور آزادی سلب کرنے کے مترادف قرار دی جاتی ہے۔ اس پر مذہبی طبقات شدید تحفظات کا اظہار کرتے ہیں۔ اس مسئلہ پر مذہبی مطالعہ تو کثرت سے ملتا ہے تاہم اس کے سماجی و قانونی مطالعہ پر بہت کم مواد میسر ہے۔ حالانکہ شادی کا معاہدہ مذہبی حکم کے ساتھ ساتھ سماجی، معاشی و معاشرتی، نفسیاتی اور قانونی کئی ایک پہلو بھی رکھتا ہے۔

دورِ جدید کو انسانی حقوق کی بیداری اور صنفی مساوات کا دور قرار دیا جا رہا ہے۔ تحفظِ حقوقِ نسواں کی مغربی تحریکوں کے اثرات بالعموم تمام مسلم ممالک اور بالخصوص پاکستان تک بھی پہنچے ہیں۔ مختلف تنظیموں اور این۔جی۔اوز نے اسلام کے عائلی احکام کو ہدف بنایا اور جبری و کم عمری کی شادی جیسی تحدیات متعارف کروائیں۔ سلطنتِ عثمانیہ نے 1917ء میں سب سے پہلے مسلم عائلی قانون کی جدید طرز پر تسوید کا اہتمام کیا اور نکاح کی کم عمری کی شادی، اہلیت، دوسری شادی، جبری و کم عمری کی شادی، اور دیگر عصری عائلی مسائل پر دفعات مرتب کیں جو "قرار حقوق العائلۃ فی النکاح المدنی والطلاق" سے موسوم ہوا۔ مذکورہ قانون میں شادی کی عمر کے حوالہ سے حصہ اول کے باب دوم میں **"شادی کی اہلیت"** کا عنوان ترتیب دیا گیا ہے جس کے تحت تقریباً پانچ مختلف دفعات مدون کی گئیں۔ علاوہ زیں مذکورہ قانون کے ابتدائیہ میں مذکورہ دفعات کی تفصیلی بحث بھی ذکر کی گئی ہے۔ اس اولین مسلم عائلی قانونی مسودہ میں نکاح کی عمر 18 سال لڑکے کی اور 17 سال لڑکی کی متعین کی گئی۔ اس دستاویز میں استثنائی احوال میں کم سنی کی شادی کو عدالت کی اجازت سے مشروط کر دیا گیا۔[4]

نکاح اور رخصتی میں فرق

کم سنی کی شادی کے حالیہ مفاسد کے تدارک کے لئے تعیینِ عمر کرنا اہم ضرورت ہے جس میں نکاح کی گنجائش تو رکھی جا سکتی ہے لیکن رخصتی کے وقت پر غور و فکر ناگزیر ہے کہ بچی رخصتی کی قابلیت رکھتی ہے یا نہیں جیسا کہ مفتی محمد شفیع نور اللہ مرقدہ نے لکھا ہے کہ یتامیٰ سے مراد یتیم لڑکیاں ہیں اور اصطلاح شرح میں یتیم اس لڑکی یا لڑکے کو کہا جاتا ہے جو ابھی بالغ نہ ہو اس لیے اس آیت سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یتیم لڑکی کے ولی کو یہ بھی اختیار ہے کہ بحالت صغر سنی بلوغ سے پہلے ہی اس کا نکاح کر دے۔ البتہ لڑکی کی مصلحت اور آئندہ فلاح و بہبود پیش نظر رہے۔[5] علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس مسئلہ کی بابت یوں تصریح کی ہے کہ ابن بطال نے کہا کہ صغیرہ کا نکاح بڑے آدمی سے جائز ہونے پر اجماع ہے اگرچہ صغیرہ پنگھوڑے میں ہو۔[6] پھر اس پر علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے اضافہ کیا اور لکھا کہ ان کے خاوندوں کو ان سے ہمبستری اس وقت تک جائز نہیں جب تک وہ ہمبستری کی صلاحیت نہ رکھیں اور عورتوں کے حالات اس بارے میں ان کی طاقت اور خلقت کے اعتبار سے مختلف ہیں۔[7] اس کے علاوہ اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنے 194 ویں اجلاس میں مذکورہ بالا نوعیت کے مسئلہ پر غور و فکر کرتے ہوئے قرار دیا

کہ شرعی طور پر نابالغ بچوں کے نکاح میں کوئی قباحت نہیں، البتہ قبل از بلوغ رخصتی مفاسد سے خالی نہیں ہوتی اس لئے رخصتی پر قانونی پابندی عائد کرنا ضروری ہے اور اس کی خلاف ورزی پر سزا عائد کرنا بھی ضروری ہے۔ علاوہ زیں ایسی کوئی روایت یا قول تلاش کیا جائے جس میں باپ یا دادا کے کئے ہوئے نکاح میں بھی بچہ یا بچی کو خیار بلوغ حاصل ہو، اور آئندہ اجلاس میں اس پر غور کیا جائے[8]

قانون سازی میں کم عمری کی شادی کا بنیادی مقصد کم سنی کی شادی کے مفاسد کی روک تھام ہے جس پر اسلامی قانون نے نہایت مؤثر اصول و ضوابط متعارف کروائے ہیں لیکن اس سے ناواقفیت مسائل کو جنم دے رہی ہے۔ اسلامی قوانین میں کم سنی کی شادی کی ترغیب یا تحسین نہیں کی گئی بل کہ استثنائی احوال میں اجازت ہے اور پھر اس کے مفاسد کے پیشِ نظر خیارِ بلوغ کا اصول ہے جس کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ جب لڑکا یا لڑکی بالغ ہوں تو وہ فوراً زبان سے یہ کہہ دیں کہ ہمیں یہ نکاح منظور نہیں تو یہ نکاح فسخ ہو سکتا ہے۔ اگر لوگوں کو ان اسلامی احکام سے واقف کروایا جائے تو کم عمری یا جبری شادی کے مسائل حل ہو جائیں۔

پاکستانی قوانین کے تناظر میں

کم سنی کی شادی کے مسئلہ کی تفہیم کے لئے اس کی شرعی نوعیت و حکم کا جاننا ضروری ہے۔ علاوہ زیں اس سے مربوط دیگر مسلم عائلی قوانین کے اصول وضوابط سے آگاہی بھی ناگزیر ہے۔ یہ مسلمہ امر ہے کہ کم عمری کی شادی کی ترغیب قرآن وسنت یا اسلامی فقہی ذخیرہ میں نہیں ملتی البتہ اس کی ممانعت بھی نہیں ہے۔ استثنائی احوال میں مصلحتِ عامہ اور تحفظ حقوقِ اطفال کے تناظر میں نابالغ کی شادی کی اجازت ولی یا سرپرست کو مشروط اجازت دی گئی ہے۔ اس اجازت کے ساتھ ہی اسلامی قانون میں ولایۃ الاجبار اور خیار البلوغ کے اصول یعنی ولی یا سرپرست کا امرِ نکاح میں کلیدی کردار متعارف کروایا گیا ہے جن کی شرائط و ضوابط پر فقہاء کی مختلف مباحث موجود ہیں۔ امرِ نکاح میں ولی یا سرپرست کو حقوق کی بجائے بچوں کے حقوق کا محافظ ہونے کی بناء پر ولایت دی گئی ہے۔ اور پھر نابالغ کے نکاح کی اجازت کو بھی بچوں کے مفاد سے مشروط کیا گیا ہے جس سے یہ واضح ہوا کہ کم سنی کی شادی کی ترغیب ہے نہ مطلق اجازت ہے بل کہ ناگزیر احوال میں تحفظِ حقوق اطفال کے پیشِ نظر اجازت رکھی گئی ہے۔ کم سنی کی شادی کی استثنائی اجازت اور اس پر خیارِ بلوغ کے اصول کا اطلاق بالخصوص لڑکی کے حقوق کے تحفظ کے لئے متعارف کروایا گیا ہے کیوں کہ لڑکا تو حقِ طلاق بھی استعمال کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ خیارِ بلوغ کے تحت نکاح کے خاتمہ کے لئے کسی وجہ کا ذکر کرنا بھی ضروری نہیں بل کہ عدالت کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

مسلم عائلی قوانین میں اصلاحات کی کوششوں میں نکاح کی کم از کم عمر کی تعیین کی بھی کوشش ہوئی۔ پاکستان میں The Child Marriage Restraint Act, 1929 کی دفعہ 2 پیراگراف (اے) میں لڑکے کے لئے 18 سال جب کی لڑکی کے لئے 16 سال نکاح کی عمر متعین کی گئی ہے۔[9] اس قانون کی دفعہ 4 تا 6 میں کم سنی کی شادی کی حوصلہ شکنی کے لئے سزا تو رکھی گئی ہے لیکن ایسی شادی کو غیر شرعی بھی نہیں قرار دیا گیا۔[10] عام طور پر لڑکی کی عمر کم متعین کی جاتی ہے جسے خواتین کے خلاف غیر امتیازی سلوک قرار دیا جاتا ہے۔ در حقیقت لڑکی کی جلد بلوغت ہونے پر اسے شادی کا حق بھی پہلے فراہم کیا گیا ہے لہذا یکساں کم عمری کی شادی سے حق تلفی ہو گی۔ کم

عمری کی شادی کے قانون کے ساتھ The Dissolution of Muslim Marriage Act, 1939 کی دفعہ 2(vii) کے تحت صرف لڑکی کو خیارِ بلوغ کے استعمال کا مشروط حق دیا گیا ہے۔[11] اس قانون کے تحت خیار بلوغ کے استعمال کے لئے کوئی خاص وقت یا طریقہ کار متعین نہیں ہے البتہ چند شرائط ضروری ہیں کہ لڑکی کی شادی 16 سال سے قبل ہوئی ہو۔اس کے علاوہ زوجین میں جسمانی تعلقات قائم نہ ہوئے ہوں اور 18 سال سے پہلے نکاح کو ختم کر دیا جائے۔[12]جسمانی تعلق کی شرط کی وضاحت کرتے ہوئے عدالت عالیہ ،لاہور نے قرار دیا کہ اس سے مراد رضامندی سے قائم تعلق ہے جو کہ کم عمری میں ممکن نہیں لہذا قائم تعلق کو جبری تعلق شمار کیا جائے گا۔[13]مزید برآں پاکستانی قانون کے تحت باپ یادادا سمیت کسی بھی ولی کا منعقد کردہ نکاح خیارِ بلوغ سے ختم ہو سکتا ہے۔اور عدالتی فیصلہ کے بغیر بھی خیارِ بلوغ کا استعمال درست ہے بل کہ عدالت کی کاروائی محض تصدیقی امر ہے۔[14] یہ امر حقیقت ہے کہ پاکستان جیسے ملک کے سماجی حالات میں کم عمری کے نکاح پر خیارِ بلوغ کا استعمال کس قدر دشوار ہے جہاں تمام فیصلے ہی بڑے کرتے ہیں لہذا نکاح کی عمر کی تعیین متقاضی وقت ہے کہ حوصلہ شکنی ہو سکے۔[15]

عدالتی تناظر

کم عمری کی شادی کا مسئلہ وفاقی شرعی عدالت اسلام آباد اور عدالت عالیہ اسلام آباد کے حالیہ فیصلوں کے بعد علمی و قانونی حلقوں میں زیر بحث ہے۔وفاقی شرعی عدالت نے نکاح کی عمر کی تعیین کی قانونی دفعات کی بابت فیصلے میں لکھا کہ عمر کا تعین غیر شرعی نہیں ہے بل کہ عصری حالات کے تناظر میں ریاست کا ایسا اقدام متقاضی وقت ہے۔کم عمری کی شادی سے کئی مفاسد کا تدارک، صحت و تعلیم میں بہتری،اور معاشی و معاشرتی بہبود سے مضبوط معاشرہ کی تشکیل و تعمیر ہو سکے گی۔علاوہ زیں امرِ نکاح مذہبی پہلو کے ساتھ سماجی و معاشی پہلو بھی رکھتا ہے جس پر توجہ کی نہایت ضرورت ہے۔[16]عدالت عالیہ اسلام آباد نے نکاح کی عمر کی کم از کم تحدید کی بابت حکومت کو قانونی ترمیم کی ہدایت کی ہے۔معزز عدالت میں دورانِ بحث کہا گیا کہ کم عمری کی شادی کی شرعی کائی ممانعت نہیں ہے اور سورۃ نساء، فقہ حنفی، ڈی ایف ملا، موجودہ چائلڈ میرج رسٹرینٹ ایکٹ 1929ء اور عدالت عظمی کے فیصلہ عبدالوحید بنام اسماء جہانگیر وغیرہ کے حوالے دیئے گئے۔[17]

حالیہ فیصلوں میں اٹھارہ سال سے کم عمر میں شادی/نکاح کے معاہدہ کو ممنوع اور باطل (void ab initio) قرار دیا گا۔یہ بات نہ تو شرعی لحاظ سے درست ہے اور نہ قانونی تشریحات کے تحت درست ہے۔شرعی لحاظ سے درست نہ ہونے کی دلیل قرآن و سنت کی نصوص،اجماع فقہاء اور تعامل امت ہے اور انہیں شرعی دلائل کی بنیاد پر کونسل نے اپنی سفارش میں کم سنی کے نکاح کو فی نفسہ درست قرار دے چکی ہے۔اور تمام مکاتب فکر کے دار الافتاء اس کے مطابق فتوی دیتے چلے آرہے ہیں۔قانونی تشریحات کے تحت اس لیے درست نہیں کہ اس سے قبل عدالتیں ایسے نکاح کو قانون کی خلاف ورزی قرار دینے کے ساتھ اس نکاح کو باطل نہیں کہتی۔جیسا کہ حسبِ ذیل حوالے میں واضح ہے:

"It is true that the said Act does not permit the marriage of a girl below the age of 16 years, but if any girl below the age of 16 years marries in violation of the that Law, the marriage itself does not become invalid on that score."[18]

اس فیصلے میں ایسے نکاح کو محض قانونی کی خلاف ورزی گردانا ہے۔ لیکن اس نکاح کے فاسد یا باطل ہونے کی از خود نفی کر دی ہے۔ جسٹس بابر ستار کی تشریح کے مطابق 18 سال سے کم عمری کا نکاح در حقیقت پاکستان پینل کوڈ کی دفعات 375۔ زنا بالجبر (rape) اور 377۔ جنسی زیادتی (Sexul abuse) سے متصادم قرار دیا گیا ہے، گویا ان کی نظر میں ایسا فعل زنا بالجبر اور جنسی زیادتی کا جرم ہے۔ اگرچہ عدالت نے زیرِ بحث مقدمہ میں یہ دفعات شوہر پر لگائی نہیں ہیں۔ بلکہ دوسری متعلقہ عدالت کو اس پر غور کرنے کا کہا ہے۔ یہ انتہائی افسوس ناک اور غلط تشریح ہے، اس لیے کہ ایک ایسا عمل جس میں نکاح کا معاہدہ شامل ہو اور شریعت نے ایک گونا اسے جواز بخشا ہو، اسے جنسی زیادتی اور زنا بالجبر قرار دینا کسی طرح درست نہیں ٹھہرتا۔

بین الاقوامی تناظر

عصرِ حاضر میں کوئی ملک تنہاء اپنے ریاستی امور انجام نہیں دے سکتا بل کہ دنیائے عالم کو ایک ہی ملک یعنی Global Village سے موسوم کیا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں سوشل میڈیا سے اب تمام خطے مربوط ہیں۔ نتیجۃً سماجی و قانونی روایات میں اشتراک ناگزیر ہوتا جارہا ہے۔ پاکستان نے بھی دیگر ممالک کی طرح تحفظِ حقوق اطفال کے تناظر میں 'بین الاقوامی معاہدہ برائے حقوق اطفال 1989' کی توثیق و تصدیق کی ہوئی ہے۔ اس معاہدے کے مطابق بچہ کی تعریف میں 18 سال عمر شامل کی گئی ہے۔ اس معاہدہ میں بچوں کے قریباً 43 حقوق کے بارے راہ نمائی کی گئی ہے۔ اس میں چار کلیدی اصولوں کی نشاندہی کی گئی ہے:

1. کم سن بچوں سے بلا امتیاز سلوک
2. کم سن بچوں کے بہترین مفاد کا تحفظ
3. بقاء و ترقی
4. اظہار رائے کی آزادی

ان اصولوں کی روشنی میں کم عمری کی شادی کا جائزہ لیا جائے تو ایسی شادی 'معاہدہ برائے حقوق اطفال' کی نفی کرتی ہے۔

تحقیق طلب نکات

1. رائج قانون 1929 میں بنایا گیا تھا جو نہایت قدیم اور مبہم ہے اور عصری مسائل پر کیسے مؤثر ہو سکتا ہے؟
2. کم عمری کی شادی میں ملوث افراد کی سزا اور جرمانوں میں اضافہ کرنے اور عملی نفاذ سے راہ فرار اختیار کرنے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا
3. کم عمری کی شادی کے لئے ایک بہت بنیادی وجہ غربت اور سہولیات کا فقدان بھی ہے اس مسئلہ کو کیسے ختم کیا جائے؟
4. پاکستانی قوانین میں کم عمری کی شادی کی شرعی حیثیت تسلیم کرتے ہوئے اس پر سزا کی تسوید کی جائے اور عدالتیں اسے قابل سزا جرم کے طور پر ٹرائل نہ کرنے کے لئے کیا طریق اختیار کیا جائے؟

5. اسلامی نظریاتی کونسل اس معاملہ میں قانون سازی کے لئے کیا عملی اقدامات کر سکتی ہے مزید یہ کہ کونسل کے اس بابت اعلامیہ جات بلکل غیر مبہم ہیں توان اعلامیوں کا نفاذ کیسے ممکن ہے ؟

6. اسلام آباد ہائی کورٹ کی طرف سے چند ہفتے قبل جسٹس عامر فاروق کی طرف سے ایک اہم فیصلہ سامنے آیا ہے۔ فیصلے میں حکومت کو شادی کی کم از کم عمر کے حوالے سے قانون سازی کرنے کی جو ہدایات دی گئی ہیں ان میں فقہی مباحث اور نصوص کی روشنی میں شادی کی اہلیت بلوغت کی بجائے سن رشد کو قرار دیتے ہوئے 18 برس سے کم عمر لڑکے یا لڑکی کی شادی کو غیر موثر قرار دیا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جو اس سے پہلے کے عدالتی فیصلوں میں نہیں ملتی۔ اس طرح کے Self Contradictory عدالتی فیصلوں سے کیسے بچا جائے ؟

7. بلوغت کی پاکستانی قوانین کی تعریف کو کیسے شرعی تعریفات کے مطابق لایا جائے اور بلوغت کو کیسے ماپا جائے ؟

نتائج وسفارشات

درایں حالات درج ذیل اقدامات کئے جا سکتے ہیں کہ ظلم پر مبنی رسوم کے تدارک کے لئے درج ذیل اقدامات کئے جا سکتے ہیں:

1. نکاح کی عمر کی کم از کم تعیین کی جائے لیکن استثنائی احوال میں عدالت سے مشروط اجازت دی جائے۔
2. سوءالاختیار وغیرہ کی صورت واضح نظر آنے پر نکاح معدوم قرار دیا جائے۔
3. اسلامی نظریاتی کونسل اور کو عوامی سطح پر صراحتا کم سنی کے نکاح کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے اور بچپن کے نکاح کے مفاسد پر نظر رکھتے ہوئے اس کی تحدید کی سفارش کرنی چاہیے۔
4. وسیع تر معاشی و معاشرتی مفاد کے تناظر میں عرف کی مطابقت سے عمر کی تعیین کی جائے اور اس میں استثنائی احوال کی گنجائش متعارف کروائی جائے۔
5. عمر کی تعیین کے قوانین میں امرِ نکاح اور رخصتی میں فرق واضح کیا جائے۔
6. تعیینِ عمر کے قانون کی تنفیذ کے لئے حوصلہ افزائی اور ترغیب کی حکمت عملی اختیار کی جائے نہ کہ سخت سزاؤں سے عوامی استحصال کیا جائے۔
7. عوامی سطح پر پختہ عمر کی شادی کی بابت شعور پیدا کیا جائے اور باقاعدہ تعلیم و تعلم کا حصہ بنایا جائے۔
8. ولایۃ الاجبار یا ولی وسرپرست کے حقِ ولایت کو اتھارٹی کی بجائے بچوں کے مفاد کا محافظ تعبیر کیا جائے۔
9. خیارِ بلوغ کے حق سے آگاہی دی جائے اور اس کے استعمال کو آسان بنایا جائے جس کے لئے باقاعدہ قانونی دفعات متعارف کروائی جائیں۔
10. نکاح کی کم عمری کی شادی اور خیارِ بلوغ کی بابت تمام متعلقہ صوبائی و وفاقی قوانین یکساں کئے جائیں تا کہ مؤثر نفاذ ممکن ہو۔

حوالہ جات

[1]Isfahani, Jamal al-Din Muhammad bin Mukarram, Mu'jam Mufradat Shabd-ul-Quran, Beirut: Dar Sadr, 526
[2] Ibn Ashur, Tahir, Muqaddas al-Shari'ah al-Islamiyyah, (Beirut: Dar-ul-Kitab al-Labani, 2011), 139-273
[3] The Qur'an, 21:4
[4] Qarar-e-Haqq al-A'ila fi al-Nikaah al-Madani wa'l-Talaq, (Beirut: Dar ibn Hazm), Articles 4-12
[5] Mufti, Muhammad Shafi, Ma'arif-ul-Quran, (Karachi: Idarat-ul-Ma'arif Karachi), 286/2
[6] Ibn Hajar, Abu al-Fadl Ahmad bin Ali, Fath al-Bari, (Cairo: Al-Salfia, 2015), 154/9
[7] Aini, Badr al-Din Abi Muhammad Mahmud bin Ahmad, Ummatul Qari, (Beirut: Dar-ul-Kutub al-Ilmiyyah), 110/2
[8] Council of Islamic Ideology, Meeting No. 194
[9] Section 2(a), The Child Marriage Restraint Act, 1929
[10] Ibid. Section 4-6
[11] Section 2(vii), The Dissolution of Muslim Marriage Act, 1939
[12] MLD 2000 Lahore, 1886
[13] PLD 1957 Lahore, 651
[14] PLD 1995 FSC1
[15] Yilmaz, Ihsan. Muslim laws, politics and society in modern nation states: Dynamic legal pluralisms in England, Turkey and Pakistan (Aldershot, Hants, England: Ashgate Publishing Ltd., 2005), 135
[16] Shariat Petition no 10/1.2020
[17] P L D 2004 Supreme Court 219
[18] PLD 1962 Karachi 442